

شیخ عبدالعزیز بن باز
ترجمہ از (مولوی) سیف الرحمن شاہی والی

قادر الافکار

زکوٰۃ کے مسائل و احکام

مضمون ہذا سماعتہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ کے ایک گران قدر مقالہ عجیب و غریب حوالہ زکوٰۃ کا ترجمہ ہے۔ یہ ریاض سے شائع ہونے والے ایک بہت روزہ مجلہ الدعوة سے ماخوذ ہے۔

یہ مقالہ اگرچہ مختصر ہے اور مقلدوں کی طرح اس کی تمام جزئیات سے اتفاق کرنے میں ہمیں کچھ تردد ہے تاہم اپنے مومنوں پر نہایت گراں قدر مقالہ ہے۔ اس میں دورِ بدید کے تقاضوں کے مطابق بعض فقہی مسائل کو نہایت احسن اسلوب سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً روپے اور نقدی کے متعلق علماء سے یہی سنتے آئے ہیں کہ ساڑھے باون روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مگر یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ایک تولہ چاندی کی قیمت میں تقریباً ۶۰ گنا اضافہ ہو جائے اور روپے کا نصاب حسب سابق ساڑھے باون روپے ہوا ہو۔ یہ تو اس وقت کی بات ہے جب کہ ساڑھے باون روپے میں بھینس خریدی جاسکتی تھی۔ اب تو بھینس کے چڑے کا ایک متوسط جوتا بھی دستیاب نہیں ہے۔

چنانچہ انھوں نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا ہے کہ موجودہ وقت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نقدی ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ آج کل چاندی کا بھاؤ تقریباً ۱۶ روپے فی تولہ ہے۔ اس حساب سے مبلغ ۸۴ روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

بعض لوگ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے کچھ حیلے نکالتے ہیں اور اپنے جمع کردہ سرمایہ سے مختلف اشیاء خریدتے ہیں۔ پھر کچھ منافع پر غرور و خفت کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے انھوں نے قاعدہ کلیہ بیان کیا ہے کہ جو مالی تجارتی نقطہ نگاہ سے خرید جائے خواہ یہ حوالہ ہو، انداز ہو یا مکان وغیرہ ہر قسم کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور

مال میں جو نافع ہوگا وہ اس المال کے تابع ہوگا اور اسی پر سال کا گزرنہ شرط نہیں۔
 اسی طرح جو مال کسی کو قرض دیا جائے تو ایسا مال بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔
 بلکہ صاحب مال کو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ علاوہ ازیں اور کئی مسائل
 کو مختصراً ایک قابل تحسین انداز سے بیان کیا ہے۔

سيف الرحمن

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده وعلى آله وصحبه
 أما بعد، اس مضمون کا مقصد خیر خواہی اور نصیحت ہے کیونکہ فریضہ زکوٰۃ میں اکثر مسلمان
 سستی اور غفلت کا شکار ہو چکے ہیں اور مشروع طریقہ کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنے میں پس پیش
 کرتے ہیں حالانکہ اس کی اہمیت کو سب تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اسلام کے
 ارکان خمسہ میں سے ہے اور اس کے بغیر اسلام کی بنیاد قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَبَّيْكَ يَا سَلَامٌ عَلَى خَيْرِ شَهَادَةٍ أَتَى لَدَيْهِ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِنَّمَا
 الصَّلَاةُ وَاتِّبَاءُ الزَّكَاةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۰۷)
 اسلام میں جن پانچ امور کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے (۱) اللہ
 کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار (۲) نماز کی اقامت (۳) زکوٰۃ
 کی ادائیگی (۴) رمضان المبارک کے روزے (۵) بیت اللہ شریف کا حج۔

فرائد زکوٰۃ۔ فریضہ زکوٰۃ مسلمانوں پر (اللہ کا) ایک بہت بڑا احسان ہے اور آغوش اسلام
 میں آنے والوں کا نگہبان اور محافظ ہے۔ یہ بے شمار فوائد کا حامل ہے۔ اس سے نادار
 مسلمانوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ دولت مندوں اور محتاجوں کے درمیان محبت اور
 اخوت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ جو اس سے احسان کرتا ہے
 اس کی محبت اور محبت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا ایک بنیادی اور اصل مقصد یہ
 بھی ہے کہ اس سے طہارت نفس اور تزکیہ مال ہوتا ہے۔ سخی اور کنجوسی پردہ عدم میں مستور
 ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب مقدس قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے حُذِّينِ
 أَمْوَالَهُمْ مِّنْ دُونِ مَوَدَّةٍ فَهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ۔ آپ ان کے مال سے زکوٰۃ لیجیے (اس کا
 فائدہ یہ ہوگا کہ) نفس کی (گناہوں کی) آلودگی اور نجاست سے پاکیزگی ہوگی اور مال کا تزکیہ

بھی ہوگا (توبہ)

اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مسلمان جو دوسرا کی صفت سے آراستہ ہو جاتا ہے حاجتمندوں، ناداروں سے شفقناز اور سحر دانہ سلوک برتا ہے۔ مزید برآں زکوٰۃ دینے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور اس میں اضافہ اور ترقی کا باعث بنتی ہے۔ نیز مالی خرچ کرنے کے بعد اس کا بہترین معاملہ بھی مل جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

وَمَا أَفْقَمْتُ شَيْءٌ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (سبا)

”یعنی جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اس کا عوض بھی حاصل ہوتا ہے (کیونکہ سب سے اچھا رزق دینے والا وہی ہے۔“

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

يَا ابْنَ آدَمَ اتَّقِ الْفَقْرَ عَلَيْكَ

”اے ابن آدم تم (میرے راستہ میں) خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا۔“

علاوہ ازیں اس میں اور بے شمار فوائد مضموم ہیں۔

منکرین زکوٰۃ کو وعید۔ دوسری طرف ایسے لوگوں کے حق میں سخت وعید آئی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی میں بخل سے کام لیتے ہیں یا سستی اور غفلت کا شکار ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُوهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَبْشُرُهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. يَوْمَ يُصْعَقُونَ فِي نَارٍ حَبِطَتْ فِيهَا جَبَاهُهُمْ فَتَكُونُ لَهُمْ جَبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لَا تُلْقِيكُمْ فُتًوْا مَا كُنْتُمْ تُكْنِزُونَ (التوبة)

”جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔ قیامت کے روز ان کا مال لوہے کی سلاخوں میں تبدیل کیا جائے گا اور ان سلاخوں کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر ان سلاخوں سے ان کے پہلو، پیشانیوں اور پٹھلیں داغی جائیں گی (فرشتے انھیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہیں گے) یہ تمہارا جمع کردہ سرمایہ ہے۔ اب اس کا عذاب چکھو۔“

لَعْنَةُ الْفَاطِمَةِ نَحْنُ لَمْ نَلِ الْبَيْتَ تَرْغِيبًا جلد ۲ ص ۵۰ پر یہ الفاظ ہیں۔ اتفق ينفق الله عليك (منوجم)

یاد رہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اس پر کنز کا اطلاق ہوتا ہے اور ایسے صاحب کنز کو عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ صحیح حدیث میں حضرت البرہرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا ذُكِّرَ بِمِثْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَفَعَتْ لَهُ صَفَائِحُ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيَكْوَى بِهَا جَنْبَهُ وَحَبِيبَتُهُ وَطَفْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَكْرَى سَبِيلَهُ أَمَا إِلَى الْبَحْثَةِ وَأَمَا إِلَى النَّارِ تَرْغِيبُ

جلد اول صفحہ ۵۳۶

”یعنی جس شخص کے پاس سیم وزر ہوگا اور اس کا حق ادا نہیں کرے گا تو اس کے لیے اس کا مالی لوہے کی سلاخیں بنا کر جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کا پہلو پیشانی اور پیٹھ داغے جائیں گے۔ جب یہ سلاخیں سرد پڑ جائیں گی تو پھر دوبارہ گرم کر کے اسے عذاب دیا جائے گا اور ایک دن سالم یہ کارروائی جاری رہے گی۔ یہ دن کوئی معمولی نہ ہوگا بلکہ پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا جب تک بندوں کا حساب کتاب کا معاملہ ختم نہیں ہوگا اس وقت تک یہ نہی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ پھر اس کے بعد اگر وہ جنت کا مستحق ہے تو جنت کی راہ لے گا اور اگر جہنم کا مستحق ہے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔“

پھر سید الکونین نے ارشاد فرمایا:

مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَا لَا فَلََمْ يُؤَدِّ زَكَوَاتَهُ قَتَلَ لَهُ مَالَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعًا أَقْسَعَ لَهُ رَبِيبَتَانِ يَطْوِقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِمَنْزَقَتَيْهِ يَعْنِي شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كُنُزُكَ (رواہ البغادی - مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۵۵)

”جسے اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت سے نوازا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا کرنے میں پس و پیش کیا تو اس کا مال قیامت کے روز ایک گننے سانپ کی شکل میں نمودار ہوگا اس کے سر پر دو نشان ہوں گے۔ وہ اس کے گلے میں لپٹ جائے گا۔ پھر اس کے جیڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔“

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ال عمران)

”جو لوگ اللہ کے دیے ہوئے مال میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ اسے اپنے لیے بہتر مت خیال کریں وہ تو ان کے حق میں سراسر مضر اور نقصان دہ ہے کیونکہ جس مال پر وہ بخل کرتے ہیں وہ قیامت کے روز ان کے گلے میں طوق ہو گا۔“

زکوٰۃ کون چھبڑوں پر واجب ہے۔ زکوٰۃ چار قسم کے مال پر واجب ہے جو مذکور ذیل ہیں۔

- ۱۔ زمین کی پیداوار خواہ غلہ ہو یا پھل۔ ۲۔ باہر چرنے والے چوپائے۔ ۳۔ سونا اور چاندی۔ ۴۔ سامان تجارت۔

ان چاروں میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر ہے۔ اگر مال نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اناج اور پھلوں کا نصاب پانچ دستق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے صاع کے حساب سے ایک دستق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، کھجور، مٹق، گندم، چاول اور جو وغیرہ میں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے تین سو صاع میں زکوٰۃ واجب ہوتی تھی۔

ایک صاع کی مقدار ایک متوسط آدمی کے چار ہاتھ جب کہ دونوں ہاتھ بھر کر اناج کا حساب لگایا جائے (ہمارے ملک پاکستان کے حساب سے پانچ دستق تقریباً ۲۰ من ہوتا ہے) رہا معاملہ اونٹ گائے اور بکری کے نصاب کا تو اس کی تفصیل کے لیے حدیث کی طرف رجوع کیجیے۔ مال زکوٰۃ کے مصارف اہل علم سے دریافت کر لیجیے۔ یہاں پر اختصار پیش نظر ہے ورنہ ضرور بیان کرتا۔

سیم و زر کا نصاب۔ رہا سونے چاندی کے نصاب کا معاملہ تو اس کی تفصیل یوں ہے چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے۔ سعودی عرب کے سکے کے لحاظ سے ۵۶ ریال پر زکوٰۃ واجب ہوگی (لیکن پاکستانی سکے کے حساب سے ساڑھے باون تو لے چاندی کی مروجہ قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ معاف ہے) سونے کا نصاب ۲۰ مثقال ہے۔ اس کی مقدار سعودی گنی کے لحاظ سے ۳۱۱ گرام ہے۔ اس میں چالیسواں حصہ مقرر ہے لیکن یہ اس آدمی پر ہے جو ان دونوں میں سے ایک یا

دونوں مل کر نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ مال مذکور ایک سال تک اس کے پاس پڑا رہے۔ پھر اسی مال سے جو منافع ہوگا وہ اصل کے تابع ہوگا۔ اس کے لیے سال گزرنے کی شرط نہیں۔ جس طرح باہر چلنے والے موشیوں کے بچے زکوٰۃ کے معاملہ میں اصل کے ساتھ ملتی ہوں گے۔ ان کے لیے علیحدہ سال گزرنے کی شرط نہیں جبکہ اصل مال زکوٰۃ کی حد تک پہنچ چکا ہو۔

سونہ چاندی اور نوٹ جن سے لوگ لین دین کرتے ہیں ان سب کا ایک ہی حکم ہے خواہ اسے دینار کہیں یا درہم سے موسوم کریں یا ڈالر وغیرہ کے لفظ سے تعبیر کریں۔ ہاں البتہ ان کی قیمت سونا چاندی کے نصاب تک پہنچنا ضروری ہے اور ایک سال گزرنے کی بھی شرط ہے۔

سونہ چاندی کے زیورات کا حکم۔ عورتوں کے زیورات جو سونا چاندی کے بنے ہوں ان کا حکم نقدی کا ہے بشرطیکہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ان پر ایک سال کا بیل گزر جائے تو ایسی صورت میں ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ اپنے ذاتی استعمال کے لیے بنائے ہوں یا کسی کو عاریتہ دینے کی غرض سے تیار کیے گئے ہوں۔ ایسی صورت میں علماء کا راجح مذہب یہی ہے کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں عموم ہے۔ آپ کا فرمان اور مذکور ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے ایک عورت کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو اس سے دریافت کیا۔

الطَّيْنِ زَكَاةٌ هَذَا - قَالَتْ لَا - قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ يُهَيِّئُ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَوَازِينَ مِنْ نَارٍ - فَاقْطَعُوهَا وَقَالَتْ لَهَا لَيْتَ لَهَا وَلِرَسُولِهِ (ابوداؤد - نسائی)

”کیا تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھے ان کے بدلے دو آگ کے کنگن پہنائے۔ یہ سن کر اس نے دونوں کنگن اتار کر بھیج دیے اور کہا ان پر میری کوئی حق نہیں۔“

لے لیکن مجھے اس میں تردد ہے کیونکہ اگر سونا چاندی دونوں کو ملا کر نصاب کی حد تک پہنچے پر زکوٰۃ واجب ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور چاندی کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر نہ فرماتے (مترجم)

یہ اللہ اور اس کے رسول کے ہو چکے ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ وہ سونے کا ہار پہنا کرتی تھیں۔ ایک دن آپؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ کنز ہے۔ آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا جو مال زکوٰۃ کے نصاب تک پہنچ جائے پھر اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو اس پر کنز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۶۹)

اس مفہوم کی اور بھی احادیث مذکور ہیں۔

مال تجارت کا حکم۔ اب رہا معاملہ عرض کا تو اس سے مراد ہر وہ سامان ہے جو تجارت کی غرض سے خریدا جائے۔ اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اس کی قیمت کا حساب لگا کر چالیس حصہ نکالا جائے خواہ موجودہ وقت اس کی قیمت کے برابر ہو یا کم و بیش ہو (یعنی زکوٰۃ موجودہ مالیت پر لگے گی کیونکہ اس سلسلے میں حدیث مذکور ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ أَنْ تَخْرُجَ الصَّدَقَةُ مِنَ الْبَيْتِ نَفْذًا لِلْبَيْعِ (ابو داؤد)

”یعنی آپ کا حکم تھا کہ جو سامان ہم نے تجارت کی غرض سے رکھا ہوا ہے اس سے زکوٰۃ ادا کریں“

ایسی زمین، مکان، موٹر کاریں اور پانی کی بندھنیں جو تجارت کی غرض سے ہوں سبھی پر اس حکم کا اطلاق ہوتا ہے۔

لیکن ایسی عمارتیں جو کرایہ پر دینے کی غرض سے تعمیر کی جائیں اور ان سے تجارت منقصود نہ ہو تو ایسی صورت میں کرایہ میں زکوٰۃ ہوگی جبکہ اس پر ایک سال گزر جائے۔ اسی طرح پرائیویٹ موٹریں اور ٹیکسیاں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ وہ تجارتی نقطہ نگاہ سے نہیں خریدی گئیں بلکہ اپنے ذاتی استعمال کے لیے خریدی گئی ہیں۔ ہاں البتہ موٹر والے کی اجرت یا کرایہ جب حد نصاب تک پہنچ جائے تو کرایہ میں زکوٰۃ واجب ہوگی جب کہ اس پر ایک سال گزر جائے۔ خواہ اس نے یہ روپیہ اپنے نان نفقہ یا شادی کی غرض سے رکھا ہو۔ یا زمین خریدنے یا کسی کا قرض ادا کرنے کی غرض سے روپیہ اکٹھا کیا ہو کیونکہ شرعی دلائل میں عمومیت پائی جاتی ہے جو اس بات کی متقاضی ہے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہوگی اور قرض سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔

اسی طرح یتیموں اور یتیموں کے مال سے زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے بشرطیکہ نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور ایک سال گزر جائے۔ چھوڑ کا یہی مذہب ہے۔ یہ کام ان کے سرپرستوں کے ذمہ ہوگا۔ جب زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی نیت کریں اور سال کے اختتام پر ان کے مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ دلائل میں عمومیت پائی جاتی ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کی جانب بھیجتے وقت فرمایا تھا۔

إِنَّ اللَّهَ قَدْ قَوَّضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تَتَّخِذُ مِنْ أَعْيَانِهِمْ وَتُرَدُّ إِلَىٰ أَهْلِهَا (مشکوٰۃ ۵۵۱)

”اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں زکوٰۃ واجب ٹھہرائی ہے جو سرمایہ داروں سے لے کر ان کے ناداروں اور فقراء میں تقسیم کی جائے۔

آداب زکوٰۃ۔ زکوٰۃ اللہ کا حق ہے کسی غیر مستحق کو دینا جائز نہیں۔ اس سے کوئی ذاتی مفاد حاصل نہ کرے۔ کسی کی تکلیف سے بچاؤ کی خاطر بھی اسے نہ دے اور اپنے مال کی حفاظت اور مذمت سے ڈرتے ہوئے کسی غیر مستحق کو نہ دے بلکہ مسلمان کو چاہیے کہ زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کرے۔ اس لیے کہ وہ اس کے حقدار ہیں۔ ان سے کوئی ذاتی غرض وابستہ ہرگز نہ ہو۔ جب زکوٰۃ ادا کرے تو دل میں تنگی اور بخل محسوس نہ کرے بلکہ خوشی خوشی ادا کرے اور اس سے صرف اللہ کی رضا جوئی مقصود ہو تاکہ اس کا فرض ادا ہو جائے اور اجر عظیم کا مستحق ہو۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے۔

مَصَارِفِ زَكَاةٍ مَّا تَصَدَّقَاتُ لِّلْفُقَرَاءِ وَٱلْمَسْكِينِ وَٱلْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَٱلْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ فَرِيضَةٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (التوبة)

زکوٰۃ تو صرف ان لوگوں کا حق ہے جو فقیر ہوں، مسکین ہوں، زکوٰۃ کی وصولی نہ ہو، مامور ہوں، نو مسلم ہوں جن کی تالیف قلوب مقصود ہو، بے گناہ قیدی جن کی رہا کا مقصود ہو، مقررہ ہوں یا مسافر ہوں۔ مزید براں اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا زکوٰۃ کا مصرف ہے۔ اللہ سب کچھ جانتے والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کو ان دو ناموں پر ختم کرنے میں بندوں کو تنبیہ ہے کہ وہ اپنے بندوں